International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 02, July-Dec 2023
pp: 589- 610

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

آزمائش وابتلاء میں مومن کے لیے اسلامی تعلیمات

Islamic teachings for the Muslim believer in trials and tribulations

Saira Aziz
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore

Abstract

This article explores the Islamic teachings and principles that guide Muslim believers in navigating trials and tribulations. Drawing on the Quran, Hadith, and scholarly interpretations, we examine the concept of sabr (patience) as a virtues response to adversity. We discuss the importance of tawakkul (trust in Allah), ikhlas (sincerity), and shukr (gratitude) in times of hardship. Additionally, we highlight the role of prayer, du'a, and reflection in seeking comfort and guidance. This article aims to provide a comprehensive guide for Muslim believers to find solace in their faith during difficult times, fostering resilience, hope, and spiritual growth.

Keywords: Islamic teachings, trials and tribulations, sabr, tawakkul, ikhlas, shukr, prayer, du'a, reflection, spiritual growth, resilience, hope.

تعارف موضوع

دنیادارالعمل اور آخرت دار جزا ہے، تو مومنوں کو بدلہ جنت اور کافروں کو جہنم کی صورت میں ملے گا۔ تو جب جنت طیب اور اچھی چیز ہے تو اس میں داخل بھی وہی ہو گا جو کہ اچھا اور طیب ہو گا اور پھر اللہ تعالی طیب اور پاک صاف ہے تو وہ قبول بھی طیب اور پاک صاف چیز ہی کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالی کا اپنے بندوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ وہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے مصائب اور فتنہ میں ڈالتا ہے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ مومن کون اور کافر کون ہے اور جھوٹے اور سچے کے درمیان تمیز ہو سکے ۔اسی لیے اس موضوع پر کام کرنا بے حد ضروری ہے۔ اس موضوع پر مکمل کوئی کام نہیں ہوا،اس لیے اس آرٹیکل میں اسے تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے۔

آزمائش لغوی واصطلاحی مفہوم:

آزمائش کے لیے امتحن ،بلی اور ابتلیٰ (بلو) اور فتن کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔اس لیے ذیل میں ان کے لغوی و اصطلاحی معنی پر بحث کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں امتحن ،بلی اور ابتلیٰ اور فتن جہاں جہاں استعمال ہوا ہے ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ امتحن: امتحان ایسی آزمائش کو کہتے ہیں جو سختی کی بجائے نرمی سے کی جائے اور اس میں کشائش کا پہلو بھی شامل ہو اور بسا اوقات اس آزمائش سے پیشتر امتحان دہندہ کو زیر تعلیم وتربیت بھی رکھا جاتا ہے۔[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآئَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ 2

ترجمہ: "اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو۔"

۲۔ بلیٰ (یبلو۔ بلاء) بلاء ایسی آزمائش ہے جس میں سختی اور شدت پائی جائے صاحب منتی الارب اس کے معنی "سختی و دریافتن چیز و کشف آل" بتلاتے ہیں اور یہ آزمائش خیر وشر دونوں صورتوں میں ہو سکتی ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾ [3]

"اور ہم نے ان کو خوش حالیوں اور بد حالیوں کے ذریعے آزمایا تاکہ وہ باز آجائیں"

تاہم آزمائش چونکہ عموماً تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس لیے شر کے پہلو میں استعمال زیادی ہوتا ہے۔ مثلاً:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ﴾ [4]

ترجمہ: "اور ضرور بہ ضرور ہم تم کو آزمائیں گے کچھ خوف، کچھ بھوک، کچھ مالوں جانوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ"

اور ابتلی کے معنی کسی چیز کو الٹ پلٹ کرنا یا حالات کو دگر گوں کر کے جانچنا ہوتا ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا﴾ [5]

ترجمہ: "بے شک ہم نے مخلوط نطفہ کے ساتھ پیدا کیا اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں اور اس کو دیکھنے والا اور سننے والا بنائیں"

پھر ابتلا عموماً کسی اتفاقی حادثہ سے ہوتا ہے۔ ایسے واقعہ سے جسے دوسرے لوگ بھی دیکھ سکیں۔ دیکھیے درج ذیل آیت اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں ترک وطن، اولاد کو بے آب و گیا، میدان میں بے آسرا چھوڑ دینا بیٹے کی قربانی ہر تیار ہو جانا، یا آگ میں داخل ہو جانا وغیرہ تھے۔ جنھیں دوسرے سب لوگ دیکھ سکتے تھے۔

۳۔ فتن (ابتلا) کی طرح اس آزمائش میں بھی سختی پائی جاتی ہے۔ فتن کے معنی سونا چاندی کو کٹھیالی میں ڈال کر تپانا گلانا اور کھوٹ معلوم کرنا ہے۔[6]

ارشاد باری ہے:

﴿يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ﴾ 7

ترجمہ: "جس دن وہ لوگ آگ میں تپائے جائیں گے"

اور فتنہ کا لفظ اکثر برے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ فتنہ کے معنی آزمائش دکھ، رنج، رسوائی، دیوانگی، عبرت، عذاب فرض ہیں۔ اسی طرح فتان کے معنی شر انگیز انسان، چور، شیطان ہیں جبکہ ابتلاء میں انسان کی آزمائش ذاتی برائی اور خباثت کے سبب سے نہیں آتی۔ دور ابتلاء اور دورِ فتن میں جو فرق ہے وہ بالکل واضح ہے۔ ابتلاء میں بڑا پہلو عموماً قدرتی حوادث سے متعلق ہوتا ہے۔

جبکہ فتنہ میں بڑا پہلو بسا اوقات انسان کا اپنا پیدا کردہ ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِیْرٌ﴾ 8

ترجمہ: اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں بڑا فتنہ و فساد ہوگا"

ابتلاء اور فتنہ میں مابالامتیاز فرق یہ ہے کہ فتنہ میں عام طور پر آزمائش ایسی چیزوں سے ہوتی ہے جن سے انسان محبت کرتا ہے اور ان سے اس کا دلی لگاؤ ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت:

﴿اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ 9

ترجمہ: بے مال اور اولاد فتنہ ہیں"

اسی پر قوی دلیل سے سورۃ بقرہ میں ہاروت اور ماروت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ 10

ترجمہ: بے شک ہم آزمائش ہیں پس تم کفر نہ کرو"

اور یہ کفر جادو کی طلب تھی۔ جسکی ہوس میں وہ لوگ گرفتار تھے۔ اسی ہوس کو فتنہ سے تعبیر کہا گیا۔

اصطلاحی مفاہیم

۱۔ امتحان:

اس آزمائش میں سختی کے بجائے نرمی ہوتی ہے۔ اور اس میں سابقہ تعلیم و تربیت کی آزمائش ہوتی ہے۔

۲۔ بلاء اور ابتلاء:

یہ آزمائش سخت قسم کی ہوتی ہے اور بالعموم ایسے واقعات سے ہوتی ہے جسے دوسرے بھی دیکھ سکیں یعنی حوادث سے ہوتی ہے۔

۳۔ فتنہ:

بذات خود سخت مگر دل کشی سے ہوتی ہے یعنی بالعموم ایسی چیزوں سے ہوتی ہے جن سے انسان کا دل لگاؤ ہو۔ دوسرے تو کیا بسا اوقات خود مفتون کو بھی اس آزمائش کا متہ نہیں چلتا کہ وہ اس میں مبتلا ہے۔

اللہ تعالی نے زندگی اور موت دونوں اس امتحان کے لیے پیدا کیے ہیں کہ انسانوں میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے دیکھ لیا جائے۔اگر موت کے بعد والی زندگی نا ہوتی تو آدمی اچھے اعمال کے لیے جدوجہد اور برے اعمال سے پرہیز کیوں کرتا؟ موت اور حیات اور بعد الموت نہ ہوتی تو اچھے اور برے اعمال کا بدلا کہاں ملتا اور اگر دنیا میں انسان کو زندگی نہ ملتی اور نہ عمل کا موقع ملتا تو جزا و سزا کس چیز پر ہوتی؟

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ[11]

ترجمہ: جس نے پیدا فرمایا موت اور حیات کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کس کا کام سب سے اچھا ہے اور وہی ہے سب پر غالب بڑا ہی بخشنے والا (اور نہایت در گزر کرنے والا)

آزمائش کا ہماری زندگی سے لازمی تعلق:

آزمائش سے مراد امتحان ہے جو کہ صرف مصیبت کی صورت میں نہیں ہوتا، امتحان انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہوتا ہے، زندگی کا ہر گوشہ امتحانات سے بھرپور ہے، لہذا یہی وجہ ہے کہ زندہ رہے، بیمار ہو، صحت یاب ہو، خوشی ملے، دولت ملے، رزق ملے یہ سب امتحان ہیں حتی کہ ارد گرد کا ماحول اور علم بھی امتحان ہے، اللہ تعالی ان سب امور میں انسان کے چال چلن کو پرکھتا ہے کہ وہ کامیاب ہو کر اصحاب یمین [دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والوں] میں شامل ہوتا ہے یا اصحاب شمال [بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والوں] میں شامل ہوتا ہے، رحمن کی اطاعت کرتا ہے یا شیطان کی پیروی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جنہیں پسند کرتا ہے انھیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، تاکہ وہ اطاعت پر مضبوط ہو کر نیکی کے کاموں میں جلدی کریں اور جو آزمائش انھیں پہنچی ہے اس پر وہ صبر کریں، تاکہ انھیں بغیر حساب کے اجر و ثواب دیا جائے اور یقیناً اللہ کی سنت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو آزماتا رہے تاکہ وہ ناپاک کو پاک سے، نیک کو بد سے اور سچے کو جھوٹے سے جدا کر دے۔

آزمائش سنت الٰہی ہے

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ[12]

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے اوپر وہ حالات و واقعات وارد نہیں ہوئے جو تم سے پہلوں پر ہوئے تھے پہنچی ان کو سختی بھوک کی اور تکلیف اور وہ ہلا مارے ' گئے یہاں تک کہ (وقت کا) رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد؟ (اب انھیں یہ خوشخبری دی گئی کہ) آگاہ ہو جاؤ 'یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔

علامہ عبد الرحمن بن ناصر سعدی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:

اللہ تبارک و تعالی گزشتہ آیت میں خبر دے رہے ہیں کہ لازمی طور پر وہ اپنے بندوں کو خوشحالی، تنگی اور مشقت میں مبتلا کر کے ان کا امتحان لے جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کا امتحان لیا، لہذا یہ ایک نہ بدلنے والی سنت جاریہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ کے دین و شریعت پر کاربند ہو گا وہ اس کا امتحان لے گا۔ (تیسیر الکریم الرحمن في كلام المنان، ا :97)[13]

علامہ عبد اللہ علوان رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہاہے:

وہ لوگ جو دعوتِ اسلامیہ کے منہج پر کاربند ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کی اصلاح، ان میں انقلاب برپا کرنے اور ان کی ہدایت وراہنمائی کے راستے پر چلتے ہیں ان کا مشقت میں مبتلا ہونا ضروری ہے۔ اس راہ میں بڑی مضبوط چٹانیں اور تکلیف دہ کانٹے بچھے ہوئے ہیں اور اس راہ میں سرکش اور بدبخت مجرموں سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر داعی ان تکلیفوں کو برداشت کر کے اس راہ پر ثابت قدمی اختیار کرنے اور صبر کرنے میں دوسروں سے سبقت کرنے کا عادی نہ ہو گا تو وہ مشقت کے ابتدائی لمحوں میں ہی شکست کھا جائے گا اور آزمائش کے ابتدائی لمحات میں الٹے پاؤں اس راستے سے پلٹ جائے گا اور وہ رک جانے والے اور مایوس ہو کر بیٹھنے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھ جائے گا۔ (الأمن النفسی محمد موسی الشریف، ص:63-64)[14]

قرآن میں ارشاد ہوا:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۔وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۔[15]

ترجمہ: کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ "ہم ایمان لے آئے، چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔۔ اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا اور ان کو بھی آزمائیں گے سو اللہ ان کو ضرور معلوم کرے گا جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔

آزمائش کی مختلف صورتیں

انسان کی زندگی میں آنے والی آزمائش کی مختلف صورتیں کچھ یوں ہیں:

مشکلات اور سختیوں کے زریعے آزمائش

اللہ تعالی مشکلات اور سختیوں کے ذریعہ انسانوں کا امتحان لیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ[16]

"اور ہم یقینا تمھیں تھوڑے خوف تھوڑی بھوک اور اموال، نفوس اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیدیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے کہ:

وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ[17]

ترجمہ: ہم تم لوگوں کو سختی اور آسائش میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آؤ گے۔

آسائش اور سہولت کے ذریعے امتحان

بعض اچھائیاں بھی امتحان کا سبب بن سکتی ہیں، مثال کے طور پر کسی کو مال و دولت یا کوئی ایسی مسئولیت ملتی ہے، جو اس کی عزت و آبرو میں اضافہ ہونے کا سبب بنتی ہے اور وہ شخص اس حالت سے بخوبی استفادہ نہیں کرتا ہے اور شیطان اسے گمراہ کرتا ہے۔ اللہ تعالی کے امتحانات ہمیشہ سخت حوادث و مشکلات کے ذریعہ ہی نہیں ہوتے ہیں، بلکہ کبھی کبھی اللہ تعالی اپنے بندوں کا نعمتوں کی فراوانی اور کامیابیوں سے بھی امتحان لیتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن مجید بقول حضرت سلیمان (علیہ السلام) ارشاد ہوا:

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ [18]

ترجمہ: " یہ میرے پروردگار کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے، اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے نیاز ہے، کریم ہے۔

جو لوگ نعمتوں میں غرق ہوتے ہیں اور ہر اعتبار سے انھیں مادی وسائل اور امکانات مہیا ہوتے ہیں، ان کا امتحان یہ ہے کہ ان حالات میں وہ نعمتوں کا شکریہ بجالانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں یا نہیں اور محتاجوں اور فقیروں کی مدد کرتے ہیں یا غفلت، غرور اور خود خواہی میں غرق ہوتے ہیں۔

اولاد کے ذریعے آزمائش

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ [19]

ترجمہ: اور تم جان لو کہ بیشک تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں۔

زمین کی زینت

قرآن مجید ایک جگہ پر، جو کچھ زمین پر قرار پایا ہے، اسے امتحان کا سبب جانتا ہے، اور اس سلسلہ میں ارشاد ہوا:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا[20]

" بیشک ہم نے روئے زمین کی ہر چیز کو زمین کی زینت قرار دیدیا ہے تاکہ ان لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے۔

عمل کی سزا

آزمائشوں کے اترنے کا ایک سبب گناہوں کا ارتکاب ہے لہذا انسان کو ان کے برے انجام سے بچ کر تائب ہو جانا چاہیے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ[21]

ترجمہ: اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے اور (تمہاری خطاؤں میں سے) اکثر کو تو وہ معاف بھی کر تا رہتا ہے۔

زندگی کے مختلف مراحل میں آزمائش

انسانی زندگی سے جڑی اوپر درج کی گئی آزمائشوں کے علاوہ آزمائش کے بہت سے پہلو ہیں جنہے عامر محمد ہلالی نے ذکر کیا ہے جیسا کہ ملاحظہ کریں:[22]

1. بیماری کے ساتھ آزمائش۔
2. قید و بند کے ساتھ آزمائش۔
3. استہزاء و تمسخر کے ساتھ آزمائش۔
4. گالی گلوچ کے ساتھ آزمائش۔
5. اذیت، مارپیٹ اور سزا کے ساتھ آزمائش۔
6. خوف اور بے چینی کے ساتھ آزمائش۔
7. فقر و فاقہ، مال کے نقصان کے ساتھ آزمائش۔
8. غم اور فکر کے ساتھ آزمائش۔
9. جلاوطنی کے ساتھ آزمائش۔
10. دشمن کے تسلط اور غلبہ کے ساتھ آزمائش۔
11. حاسدوں اور منافقوں کے پروپیگنڈوں کے ساتھ آزمائش۔
12. قریبی رشتہ دار کی موت اور دوست کی گمشدگی کے ساتھ آزمائش۔
13. بھوک کے ساتھ آزمائش۔
14. رسوائی، تہمت، احساسات کے مجروح ہونے اور شہرت کے خراب ہونے کے ساتھ آزمائش۔
15. ظالموں کی طرف سے حملہ، دھمکی اور ان کے ہاتھوں خوف زدہ ہونے کے ساتھ آزمائش۔
16. اپنے گھر والوں کے متعلق اس خوف کے ساتھ آزمائش کہ انھیں اس کی وجہ سے کوئی اذیت پہنچے اور وہ اس اذیت کو اُن سے دُور کرنے کی طاقت بھی نہ رکھے۔
17. بیوی بچوں پر نازل ہونے والی تکالیف کے ساتھ آزمائش۔

آزمائش تقدیر الٰہی ہے

عن عبد الله بن عمرو بن العاص ، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: كتب الله مقادير الخلائق قبل ان يخلق السماوات والارض بخمسين الف سنة[23]

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو لکھا آسمان اور زمین

کے بنانے سے پچاس ہزار برس پہلے، اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا۔
مومن کا دل اللہ تعالی کی تقدیر کی بدولت ایک نعمت عظمی سے مالا لال ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کا دنیا کی تمام نعمتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ لہذا جب ہم سمجھ جاتے ہیں کہ جو بھی مصیبت آئی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے تو ہم اس سے مانوس ہو جاتے ہیں اور غم کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ ہم جان جانتے ہیں کہ یہ تکلیف مقدر میں لکھی ہوئی ہے اور اللہ کی تقدیر ان کے حکم، حکمت اور ارادے سے جاری ہوتی ہے۔[24]

تمام آزمائشیں اللہ کی طرف سے اور وہی مشکل بھی دور کرتے ہیں

تمام آزمائشیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[25]

ترجمہ: نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے۔ اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

مومن کا دل اللہ کے ساتھ وابستہ رہتا ہے، چنانچہ جب اس پر کوئی آفت آتی ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ آفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ وہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ نیز وہ اس بات کا ادراک بھی کر لیتا ہے کہ اسے یہ آفت پہنچانے میں اللہ کی کئی حکمتیں ہیں جو اس کی کمزور عقل پر مخفی ہیں۔ لہذا جب آپ کو اس قسم کا یقین حاصل ہو جائے اور آپ پر واضح ہو جائے کہ جو مصیبت بھی آپ کو پہنچی ہے وہ اللہ کی مشیت و ارادے اور اس کے علم کے ساتھ ہے اور وہی اللہ اس آزمائش کو آپ کے مقدر میں کرنے والا ہے تو آپ وساوس و اوہام سے بچ جائیں گے اور اللہ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے جزع فزع نہیں کریں گے اور نہ کسی قسم کا خوف ہی محسوس کریں گے۔[26]

جب زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو جائے اور رنج والم سے دم گھٹنے لگے تو اللہ کو پکارو۔ بقول شاعر "تنگ و تاریک زمانہ مصیبتوں کے بادلوں میں 'میں نے دعائے نیم شبی میں تیرا نام لیا تو ہر تاریک صبح روشن و تابناک ہو گئی۔[27]

انسان خوشحالی میں اللہ تعالی کو یاد رکھے اللہ اسے پریشانیوں میں اکیلا نا چھوڑے گا

جامع العلوم والحکم میں ضحاک بن قیس سے منقول ہے:[28] آپ خوشحالی میں اللہ تعالی کو یاد کریں تو وہ آپ کو سختی میں یاد رکھیں گے۔ کیونکہ یونس علیہ السلام اللہ تعالی کو یاد کیا کرتے تھے تو جب وہ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوئے تو اللہ تعالی نے فرمایا:

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ.لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ[29]

ترجمہ: چنانچہ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ تو وہ اس دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن مردوں کو زندہ کیا جائے گا۔

دوسری طرف فرعون سرکش بن کر اللہ کا ذکر زندگی بھر بھولا رہا تو اس کا انجام یہ ہوا

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ [30]

ترجمہ: (جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا، اور مسلسل فساد ہی مچاتا رہا۔

آزمائش کے آنے کے بعد کرنے کے کام

آزمائش کے آنے کے بعد ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے، اس کے کچھ نقاط ڈاکٹر فضل الٰہی نے ذکر کیے ہیں ان پر عمل پیرا ہونے سے مصائب کا اجر بھی حاصل ہو جاتا ہے اور ان کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے یعنی یہ چھوٹ بھی جاتی ہیں[31]

1. ہر چیز اللہ کی ملکیت ہونے اور انہی کی طرف لوٹنے کا اعتقاد رکھنا
2. مصیبت کا صرف اذن الٰہی سے آنے کا اعتقاد
3. قضاء و قدر پر راضی ہونا
4. مصیبت میں خیر ہونے کی امید رکھنا
5. مصیبتوں اور ابتلاؤں کے فوائد کو پیش نظر رکھنا
6. صبر کے ساتھ اللہ کی مدد مانگنا
7. نماز کے ساتھ نصرت الٰہی طلب کرنا
8. بہت زیادہ استغفار کرنا
9. دعا
10. غم اور دعاؤں کی ثابت شدہ دعاؤں کا اہتمام کرنا
11. کثرت سے ذکر الٰہی کرنا
12. اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا
13. اپنے سے زیادہ سنگین آزمائش میں مبتلا لوگوں کو دیکھنا
14. ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہونے کے اصول کو یاد رکھنا
15. ناامیدی سے دور رہنا

آزمائش میں مبتلا کرنے کی حکمتیں:

آزمائش مومن کے حق میں بہتر ہے کیونکہ وہ اللہ حکیم و علیم کی طرف سے اس پر نازل ہوتی ہیں، اسے آزمائش کی تکلیف ضرور محسوس ہوتی ہے مگر آزمائش کی حقیقت اس کے خیر و برکات والے پہلو سے آگاہی کی وجہ سے تکلیفیں ہلکی ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات ان کے ساتھ خوشی بھی مل جاتی ہے اور اس آزمائش کے ختم ہونے سے کلی طور پر تکلیفیں چھوٹ جاتی ہیں۔ آزمائش میں مبتلا کرنے کی چند حکمتیں درجہ ذیل ہے:

اللہ رب العالمین کے لیے کامل سر تسلیم خم کر کے بندگی کا اظہار

بہت سے لوگ خواہش پرست ہوتے ہیں، اللہ تعالی کی بندگی نہیں کرتے، اگرچہ دعوی یہی کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں، لیکن جیسے ہی انہیں مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے تو وہ فوری طور پر منہ موڑ کر دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں خسارہ اٹھاتے ہیں، اور یہی واضح خسارہ ہے، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ[32]

ترجمہ: اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالی کی بندگی دل جمعی کے ساتھ نہیں کرتے، اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچ جائے تو عبادت پر مطمئن ہو جاتے ہیں، اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو الٹے پاؤں لوٹ جاتے ہیں، وہ دنیا میں بھی نامراد ہوئے اور آخرت میں بھی، اور یہی واضح نامرادی ہے۔

رفعتوں کی پہلی منزل، ابتلاء و آزمائش

انبیائے کرام علیہ السلام کی ہر امت کو ایسے امتحانات سے گزرنا ہوتا ہے جن میں ان کے جذبۂ ایمانی اور ان کے صبر و شکر کی آزمائش ہوتی ہے اور اس طرح ہوتی ہے کہ وہ ہل ہل جاتے ہیں۔ اور تو اور نبی بھی اس وقت پکار اٹھتے ہیں کہ کب آئے گی اللہ کی مدد؟ یہ ایسا امتحان ہوتا ہے کہ رسولوں کو بھی بظاہر حالات مایوسیوں میں گھیر لیتے ہیں۔ دراصل اسی وقت کامیابیوں کی بنیاد پڑتی ہے، مسلسل کامیابیوں اور کامرانیوں کا دور شروع ہوتا ہے۔ آزمائش کی یہ بھٹی ہی امت کو دنیا میں عزت و وقار، عظمت و سربلندی عطا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں کا حقدار بناتی ہے۔

آزمائشیں اللہ کی محبت کی دلیل:

جب ایک ایسے مومن پر آزمائش آتی ہے جو نیکیوں میں سبقت لے جانے والا ہو اللہ کی اطاعت کا حریص ہو تو یہ اللہ کی اس سے محبت کی دلیل ہوتی ہے۔ پس آزمائش بندے کی اللہ کے ہاں زلیل ورسوا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے اسے برگزیدہ بنانے اور اس سے محبت کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالی اسے اس لیے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے کہ اسے کسی بڑی خدمت کے لیے چن لے اور برتری اور فضیلت عطا کرے۔[33]

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ[34]

ترجمہ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے اوپر وہ حالات وواقعات وارد نہیں ہوئے جو تم سے پہلوں پر ہوئے تھے پہنچی ان کو سختی بھوک کی اور تکلیف اور وہ ہلا مارے 'گئے یہاں تک کہ (وقت کا) رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد؟ (اب انھیں یہ خوشخبری دی گئی

کہ) آگاہ ہو جاؤ ' یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔

گناہوں کا کفارہ

آزمائشوں کے ذریعے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے

عن انس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إذا اراد الله بعبده الخير عجل له العقوبة في الدنيا، وإذا اراد الله بعبده الشر امسك عنه بذنبه حتى يوافي به يوم القيامة[35]

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت اللہ تعالی اپنے بندے سے خیر کا ارادہ فرمالے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے، اور جس وقت اللہ تعالی کسی بندے سے برائی کا ارادہ فرمالے تو اس کے گناہوں پر سزا نہیں دیتا، یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہو گی تو اسے پوری سزا دے گا۔

اجر وثواب اور بلندی درجات

عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ: " ما من مسلم يشاك شوكة فما فوقها إلا كتبت له بها درجة ومحيت عنه بها خطيئة[36]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو کوئی کانٹا یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالی اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں یا اس تکلیف کی بدولت اس کا ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

مصیبتیں؛ عقیدہ توحید، ایمان اور توکل سے جڑی ہیں

مصیبتیں عملی طور پر ہمیں اپنی اصلیت دکھاتی ہیں اور یہ بتلاتی ہیں کہ تم کمزور ہو، تم اپنے پروردگار کے بغیر نہ تو کسی تکلیف کو دور کرنے کی ہمت رکھتے ہو اور نہ ہی اپنا فائدہ کرنے کی صلاحیت؛ اس لیے تم اپنے پروردگار پر ہی توکل کرو، اسی کی بارگاہ میں کماحقہ گڑگڑاؤ، جب انسان میں یہ چیز پیدا ہو جائے تو انسان کی "میں" مر جاتی ہے، انسان میں تکبر اور گھمنڈ نامی کوئی چیز باقی نہیں رہتی، انسان خود پسندی، غرور اور غفلت کے خول سے باہر آجاتا ہے، آپ اپنے آپ کو ناتواں انسان سمجھتے ہیں کہ جو صرف اپنے پروردگار کے سامنے ہی گھٹنے ٹیکے ہوئے ہے، انسان اپنے آپ کو ایسا لاچار اور ناچار سمجھتا ہے جو کہ انتہائی مضبوط اور غالب ذات سے مدد کا متمنی ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ اسی کے بارے میں کہتے ہیں:

"اگر اللہ سبحانہ و تعالی اپنے بندوں کا علاج مختلف قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کی صورت میں ادویات سے نہ کرے تو انسان سرکش بن جائے، بغاوت کرنے لگے اور نافرمانی پر اتر آئے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی انسان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے اس کی تشخیص کے مطابق آزمائشوں اور تکلیفوں کی دوا پلا کر اس کی روحانی مہلک بیماریاں نکال باہر فرماتا ہے، تو جب انسان ان بیماریوں سے پاک صاف ہو جائے، کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہے تو

اسے دنیا کے عظیم ترین مقام؛ مقام عبدیت کے اہل قرار دے دیتا ہے، اور آخرت میں بندے کا اجر وثواب بھی بڑھا دیتا ہے جو کہ دیدار باری تعالی کی صورت میں ہو گا۔"[37]

مصیبتیں انسان کی روح سے خود پسندی نکال کر اسے اللہ کے قریب بنا دیتی ہیں

اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ[38]

ترجمہ: حنین کا دن یاد کرو جب تمہاری کثیر تعداد نے تمہیں خود پسندی میں مبتلا کر دیا تھا۔

غزوہ حنین کے دن ایک شخص نے کہہ دیا تھا: آج ہم اپنی تعداد کم ہونے کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزری اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

مصائب میں لوگوں کی حقیقت عیاں ہوتی ہے

ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں ہیں جن کی خوبیاں یا خامیاں کڑے حالات میں ہی واضح ہوتی ہے، جیسے کہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جب تک لوگ خوشحالی میں ہوتے ہیں ان کی خامیوں پر پردہ پڑا رہتا ہے، لیکن جیسے ہی ان پر کوئی امتحان آتا ہے تو پھر ان کی حقیقت عیاں ہوتی ہے؛ چنانچہ ایمان والوں کا ایمان ظاہر ہوتا ہے اور منافقوں کی منافقت عیاں ہو جاتی ہے۔ واقعہ معراج کے بعد بہت سے لوگوں کے لیے امتحان کا وقت آیا، تو لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور نبی ﷺ کے سفر معراج سے متعلق دعوے کا ذکر کیا، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی ﷺ اس دعوے میں بھی سچے ہیں! لوگوں نے کہا: کیا تم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہو کہ وہ ایک رات میں شام سے واپس مکہ بھی آ گئے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو آپ کی اس سے بھی دور کی گواہی دیتا ہوں! میں تو آپ کے آسمانوں کی خبریں دینے کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے انہیں صدیق کے لقب سے نوازا گیا۔[39]

کڑے امتحانات افراد تیار کرتے ہیں

اللہ تعالی نے بچپن سے ہی نبی ﷺ کے لیے سخت حالات سے بھرپور زندگی منتخب فرمائی؛ تا کہ آپ ﷺ کی مستقبل کی بڑی ذمہ داریوں کے لیے تربیت ہو سکے۔ کیونکہ بڑی ذمہ داریاں وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو کڑے حالات سے نمٹنا جانتے ہوں، جن کی راہ میں رکاوٹیں آئیں اور ان کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں، کڑے حالات آئیں اور گزر جائیں لیکن وہ اپنے منہج پر ڈٹے رہیں۔

چنانچہ نبی ﷺ پیدا ہوئے تو یتیم تھے، پھر کچھ ہی عرصے کے بعد آپ کی والدہ بھی فوت ہو گئیں، اللہ تعالی نے بھی آپ ﷺ کی اس کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا :

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى[40]

ترجمہ: کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا؟ اور پھر آپ کو ٹھکانا عطا کیا۔

تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی بچپن سے ہی ایسی تربیت فرمائی کہ آپ بڑی بڑی ذمہ داریاں اٹھا سکیں اور مشکلات کا سامنا کر سکیں۔

آزمائشیں اور مصیبتیں انسان کو اپنے گناہ یاد کرواتی ہیں تاکہ انسان ان سے توبہ تائب ہو جائے

فرمانِ باری تعالی ہے

وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِئَةٍ فَمِن نفسِكَ [41]

ترجمہ: اور جو بھی تجھے تکلیف پہنچے تو وہ تیری ہی طرف سے ہے۔

ایسے ہی اللہ تعالی کا یہ بھی فرمان ہے کہ

وَمَا أَصابَكُم من مصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَت أَيدِيكُم وَيَعفُوا عَن كَثِيرٍ [42]

ترجمہ: اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے، اور وہ بہت سی باتوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اس لیے دنیا میں آنے والی مصیبت اور آزمائش روزِ قیامت سے قبل بڑے عذاب سے پہلے توبہ کی یاد دہانی کرواتی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ [43]

ترجمہ: اور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریبی عذاب ضرور چکھائیں گے تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔

اس آیت میں قریبی عذاب سے مراد انسان کو پہنچنے والی دنیاوی آزمائشیں، مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں۔ جس وقت انسان کی زندگی عیش و عشرت سے بھرپور ہو تو انسان غرور، تکبر اور گھمنڈ کرنے لگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے اس دنیا میں اللہ تعالی کی مدد کی بھی ضرورت نہیں ہے، تو یہ اللہ تعالی کی نعمت ہے کہ اللہ تعالی انسان کو اپنی طرف موڑنے کے لیے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مصیبتیں انسان کے لیے دنیا کی حقیقت اور دھوکا عیاں کرتی ہیں

تکلیفیں انسان کے لیے یہ واضح کرتی ہیں کہ کامل اور ہر قسم کی تکلیف سے آزاد زندگی تو اس دنیاوی زندگی کے بعد ہیں، اس زندگی میں کوئی بیماری یا تھکاوٹ تک بھی نہیں ہے۔ فرمانِ باری تعالی ہے

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ [44]

ترجمہ: اور یقیناً آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی والا ہے، کاش کہ وہ جانتے ہوتے

جبکہ یہ دنیاوی زندگی تو تکالیف، پریشانیوں اور مصیبتوں سے گھری ہوئی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے

لَقَد خَلَقنَا الإِنسانَ فِي كَبَدٍ [45]

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو سختی جھیلتے رہنے والا پیدا کیا ہے۔

تکلیف کے وقت انسان کو صحت وعافیت جیسی اللہ تعالی کی نعمتیں خوب یاد آتی ہیں

مصیبتیں انسان کو صحت وعافیت کی نعمت کی قدر بڑے ہی آسان اور بلیغ ترین انداز سے سکھا دیتی ہیں، جن نعمتوں کی ناقدری کرتے ہوئے سالہاسال انسان انہیں استعمال کرتا ہے ان کی حقیقی لذت انسان کو معلوم ہو جاتی ہے۔

تکلیفیں انسان کو نعمت دینے والی ذات اور نعمتوں کی یاد دہانی کرواتی ہیں، اس یاد دہانی کی بدولت انسان اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہے اور اس طرح یہ تکالیف بھی انسان کے لیے خیر کا باعث بن جاتی ہیں۔

جنت کا شوق پیدا ہوتا ہے

انسان جب تک دنیاوی تکالیف نہ جھیلے اس وقت تک جنت کا مشتاق نہیں ہوتا، تو ایسے کیونکر ہونے لگا کہ انسان دنیاوی عیش وعشرت میں مست ہو اور وہ جنت کی تمنا کرنے لگے؟

آزمائش پر صبر کرنے میں خیر وبرکات کے بے شمار پہلو:

جنت کی بشارت

اللہ تعالی کا قرآن میں ارشاد ہے:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭوَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَاب[46]

ترجمہ: جنہوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذائیں پہنچائی گئیں اور جنہوں نے (میری راہ میں) جنگ کی اور جانیں بھی دے دیں میں لازماً ان سے ان کی برائیوں کو دور کر دوں گا اور لازماً داخل کروں گا انھیں ان باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور یہ بدلہ ہو گا اللہ کے پاس سے اور بہترین بدلہ تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

یعنی جنہیں دنیا میں مصیبتیں، مشکلات جھیلنی پڑی ہیں انہیں آخرت میں بڑا درجہ اور بڑی جنت کی گارنٹی دے دی گئی ہے۔

درجات کی بلندی

حدثنا عبد الله بن محمد النفيلي، وإبراهيم بن مهدي المصيصي، المعنى قالا: حدثنا ابو المليح، عن محمد بن خالد، قال ابو داود، قال إبراهيم بن مهدي السلمي عن ابيه، عن جده، وكانت له صحبة من رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلمإن العبد إذا سبقت له من الله منزلة، لم يبلغها بعمله، ابتلاه الله في جسده، او في ماله، او في ولده"، قال ابو داود: زاد ابن نفيل، ثم صبره على ذلك، ثم اتفقا حتى يبلغه المنزلة التي سبقت له من الله تعالى[47]

ترجمہ: "جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا رتبہ مل جاتا ہے جس تک وہ اپنے

عمل کے ذریعہ نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد کے ذریعہ اسے آزماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ بندہ اس مقام کو جا پہنچتا ہے جو اسے اللہ کی طرف سے ملا تھا۔

گناہوں کا بہترین کفارہ

عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال:" ما يصيب المسلم من نصب، ولا وصب، ولا هم، ولا حزن، ولا اذى، ولا غم، حتى الشوكة يشاكها، إلا كفر الله بها من خطاياه[48]."

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

مشکلات اور تکالیف اولاد آدم کے گناہ مٹا دیتی ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

حدثنا جابر بن عبد الله ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على ام السائب، او ام المسيب، فقال: ما لك يا ام السائب، او يا ام المسيب تزفزفين؟ قالت: الحمى لا بارك الله فيها، فقال: " لا تسبي الحمى، فإنها تذهب خطايا بني آدم كما يذهب الكير خبث الحديد[49]."

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ام السائب یا ام المسیب کے پاس گئے تو پوچھا” :اے ام السائب یا ام المسیب! تو کانپ رہی ہے کیا ہوا تجھ کو؟ “وہ بولی: بخار ہے، اللہ اس کو برکت نہ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا” :مت برا کہہ بخار کو کیونکہ وہ دور کر دیتا ہے آدمیوں کے گناہوں کو جیسے بھٹی لوہے کا میل دور کر دیتی ہے۔“

کامیابی کی ضمانت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[50]

ترجمہ: اے اہل ایمان! صبر کرو اور صبر میں اپنے دشمنوں سے بڑھ جاؤ اور مربوط رہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رکھو تاکہ تم فلاح پاؤ

اللہ کی معیت

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ[51]

ترجمہ: بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

فرشتوں کا سلام کرنا

وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ۝٢٣ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى ٱلدَّارِ ۝٢٤[52]

ترجمہ: اور ہر دروازے سے جنت کے فرشتے ان کے سامنے حاضر ہوں گے۔ (اور کہیں گے) سلامتی ہو آپ پر بسبب اس کے جو آپ لوگوں نے صبر کیا تو کیا ہی اچھا ہے یہ آخرت کا گھر

رب العالمین کی محبت کا حصول

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ [53]

ترجمہ: کتنے ہی نبی ایسے گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی تو اللہ کی راہ میں جو بھی تکلیفیں ان پر آئیں اس پر انھوں نے ہمت نہیں ہاری اور نہ انھوں نے کمزوری دکھائی اور نہ ہی (باطل کے آگے) سرنگوں ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی صابروں سے محبت ہے۔

جنت میں سب سے پہلے داخلہ

عن عبد الله بن عمرو بن العاص ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، انه قال:" هل تدرون اول من يدخل الجنة من خلق الله؟" قالوا: الله ورسوله اعلم، قال:" اول من يدخل الجنة من خلق الله الفقراء والمهاجرون، الذين تسد بهم الثغور، ويتقى بهم المكاره، ويموت احدهم وحاجته في صدره، لا يستطيع لها قضاء، فيقول الله عزوجل لمن يشاء من ملائكته: ائتوهم فحيوهم، فتقول الملائكة: نحن سكان سمائك، وخيرتك من خلقك، افتامرنا ان ناتي هؤلاء فنسلم عليهم؟ قال: إنهم كانوا عبادا يعبدوني، لا يشركون بي شيئا، وتسد بهم الثغور، ويتقى بهم المكاره، ويموت احدهم وحاجته في صدره، لا يستطيع لها قضاء، قال: فتاتيهم الملائكة عند ذلك، فيدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم بماصبرتم فنعم عقبى الدار سورة الرعد آية 24[54]."

ترجمہ: سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ مخلوق اللہ میں سے سب سے پہلے جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا": جنت میں سب

سے پہلے مخلوق اللہ میں سے وہ فقراء اور مہاجرین داخل ہوں گے جن کے آنے پر دروازے بند کر دیئے جاتے تھے ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا اور اپنی حاجات اپنے سینوں میں لئے ہوئے ہی مر جاتے تھے لیکن انہیں پورا نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہیں گے حکم دیں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کرو فرشتے عرض کریں گے کہ ہم آسمانوں کے رہنے والے اور آپ کی مخلوق میں منتخب لوگ اور آپ ہمیں ان کو سلام کرنے کا حکم دے رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ ایسے لوگ تھے جو صرف میری ہی عبادت کرتے تھے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے ان پر دروازے بند کر دیئے جاتے تھے ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا اور یہ اپنی ضروریات اپنے سینوں میں لئے لئے مر جاتے تھے لیکن انہیں پورا نہ کر پاتے تھے چنانچہ فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور ہر دروازے سے یہ آواز لگائیں گے تم پر سلام ہو کہ تم نے صبر کیا آخرت کا گھر کتنا بہترین ہے۔

اہل عافیت کی قیامت کے دن حسرت

عن جابر، قال: قال رسول الله ﷺ: " يود اهل العافية يوم القيامة حين يعطى اهل البلاء الثواب لو ان جلودهم كانت قرضت في الدنيا بالمقاريض " , وهذا حديث غريب لا نعرفه بهذا الإسناد إلا من هذا الوجه، وقد روى بعضهم هذا الحديث عن الاعمش، عن طلحة بن مصرف، عن مسروق قوله شيئا من هذا[55]

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :جب قیامت کے دن ایسے لوگوں کو ثواب دیا جائے گا جن کی دنیا میں آزمائش ہوئی تھی تو اہل عافیت خواہش کریں گے کاش دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کتری جاتیں۔

مومن کے لیے ہر معاملے میں خیر

عن صهيب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " عجبا لامر المؤمن، إن امره كله خير، وليس ذاك لاحد إلا للمؤمن إن اصابته سراء شكر، فكان خيرا له، وإن اصابته ضراء صبر، فكان خيرا له." [56]

ترجمہ: سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا بھی عجب حال ہے اس کا ثواب کہیں نہیں گیا۔ یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہے اگر اس کو خوشی حاصل ہوئی تو وہ شکر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جو اس کو نقصان پہنچا تو صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے۔

صبر ایک مضبوط قلعہ اور بہترین زادراہ

اللہ تعالی نے صبر کو اس شہ سوار کی مانند بنایا ہے جو کبھی لڑکھڑا کر نہیں گرتا اور صبر کی مثال اس جنگی تلوار کی طرح ہے جو کبھی کند نہیں پڑتی۔ صبر اس لشکر کی مانند ہے جو کبھی ہزیمت کا شکار نہیں ہوتا، اور اس کی مثال اس مضبوط قلعہ کی ہے جس پر حملہ آور غلبہ حاصل کر کے اسے نیست و نابود نہیں کر سکتا، اور صبر اس سواری کے مانند ہے جو اپنے شہ سوار کو لے کر کبھی راستہ نہیں بھٹکتی صبر و تحمل اور اللہ کی نصرت مدد دونوں جڑواں بھائی ہیں، بلاشبہ اللہ کی نصرت اور مدد صبر کرنے والے کے ساتھ ہے، صبر کا مقام جسم میں سر کی مانند ہے، صبر ہی دنیاو آخرت میں نجات وفلاح اور کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔ صبر اللہ کے راستہ میں اعلائے کلمتہ اللہ کی خاطر جانوں کے نذرانے پیش کرنے والوں کے لیے بیش بہا تحفہ ہے خصوصا اس وقت جبکہ نصرت الہی کا نزول ہوتا ہوا دکھائی نہ دے اور دعوت و تبلیغ سے وابستہ داعیوں کے لیے اس وقت امید کی کرن ہے جب لوگ اس کی بات ماننے میں پس و پیش سے کام لیں۔ اسی طرح صبر عالم دین کے لیے اس وقت زاد راہ کی حیثیت رکھتا ہے جب وہ علم دین کے حصول کے لیے راہ نوردی کرتے ہوئے غریب الدیاری اختیار کرے گویا کہ صبر چھوٹے بڑے، بچے بوڑھے کمسن نوجوان عورت و مرد ہر ایک کے لیے بہترین زاد راہ ہے ان میں سے ہر ایک صبر کا سہارا پکڑتا ہے اور اسی کے دامن رحمت میں آکر پناہ حاصل کرتا ہے اور اسی کے مرکزی پلیٹ فارم سے اپنا سفر شروع کرتا ہے۔[57]

آزمائش مومن کی کیسے تربیت کرتی ہے؟

آزمائش مومن کی کیسے تربیت کرتی ہے اور اس میں کتنا خلوص پیدا کرتی ہے اس پر عامر محمد نے اپنی کتاب "مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں؟" میں نظر ڈالی ہے جو کہ درجہ ذیل ہے[58]

1. آزمائش کے ذریعہ صرف اللہ پر اعتماد پختہ ہو جاتا ہے، صرف اسی سے خوف اور اس سے امید و آرزو لگائی جاتی ہے۔
2. آزمائش کے ذریعہ بندے کو یہ سمجھ آجاتی ہے کہ اسباب چاہے کتنے بڑے ہوں کفایت نہیں کر سکتے اور نفع و نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے۔
3. آزمائش کے ذریعہ بندے کو اس حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ مخلوقات کمزور اور عاجز ہیں اور نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں، سوائے ان حدود میں رہتے ہوئے جن میں اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی طرف سے قدرت دے رکھی ہے اور وہ وہی کچھ کر سکتے جو اللہ تعالیٰ انھیں کرنے دے۔
4. آزمائش کے ذریعہ بغض و کینہ، غرور و تکبر اور دیگر مہلک بیماریوں سے دل پاک ہو جاتا ہے، پس آزمائش ان (روحانی) بیماریوں کو اللہ کے اذن و حکم سے زائل کرتے ہوئے جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے۔
5. آزمائش کے ذریعہ دل قوی ہو جاتا ہے، چنانچہ پریشان کن اوہام اور پراگندہ خیالات کو ہلا نہیں پاتے اور ڈر، خوف اور دہشت انگیز چیزیں اسے پریشان نہیں کرتیں۔
6. آزمائش کے زریعے بندے کی رب تعالی سے معرفت قوی ہو جاتی ہے۔ سب سے بے نیاز ہو کر ایک اللہ سے اس کا تعلق بڑھ جاتا ہے۔
7. آزمائش کے ذریعہ غفلت دُور ہو کر اللہ کا ڈر اور خوف قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

8. آزمائش کے ذریعہ بصیرت کھل جاتی ہے، دل زندہ ہو جاتا ہے، مایوسیوں کے پردے چھٹ جاتے ہیں اور (دلوں کا)زنگ اتر جاتا ہے۔
9. آزمائش کے ذریعہ دل نرم ہو جاتا ہے وہ اللہ کا تابع فرماں ہو جاتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کے سامنے جھک جاتا ہے۔
10. آزمائش کے ذریعہ عقل بڑھ جاتی اور بندے کو شعور اور ادراک حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ اس شخص کو حاصل نہیں ہوتا جو کبھی آزمائش میں مبتلا نہ ہوا ہو۔
11. 11. آزمائش کے ذریعہ بندے کے اخلاق خوب آراستہ ہو جاتے ہیں اور اس کی طبیعت میں نرمی آجاتی ہے۔
12. 12. آزمائش کے ذریعہ دل میں دنیا کی بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے اور اسے اس حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ دنیا بہت حقیر اور گھٹیا ہے اور یہ ایک ایسی ڈھلتی ہوئی چھاؤں ہے جس کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔

یہ اس خلوص کی معمولی سی جھلک ہے جو خلوص آزمائش کے ذریعہ دل مومن میں پیدا ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالی آزمائش کے ذریعہ مومن کے دل کی اصلاح کرتا ہے اور اس کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرتا ہے، کیونکہ بغیر آزمائش کے نہ نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور نہ دل ہی صاف ہوتا ہے۔

حاصل بحث

اس آرٹیکل میں فتن و آزمائش کے مترادفات اور مفاہیم بیان کیے گئے ہیں نیز ان مقامات کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے جہاں پر فتن و آزمائش کو بیان کیا گیا ہے اور طوالت سے بچنے کے لیے صرف چند آیات مبارکہ کو منتخب کیا گیا ہے۔

فتنہ آزمائش کا نام ہے اور یہ آزمائش مختلف طریقوں سے ہوتی ہے، محبوب چیز دے کر بھی آزمایا جاتا ہے اور مرغوب چیز دور کر کے بھی آزمایا جاتا ہے، اور اس آزمائش میں ہر شخص پورا اتر جائے یہ مشکل ہوتا ہے کیوں کہ ہر انسان کی طبیعت، مزاج اور برداشت کی حد الگ الگ ہوتی ہے۔ اب نہیں معلوم کہ کون شخص اپنی دنیوی محبوب چیز کے ملنے پر اسی میں کھو جائے اور اس نعمت کے دینے والے رب تعالیٰ کو فراموش کر بیٹھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ محبوب چیز ملنے کی آزمائش میں پورا نہیں اترا کیوں کہ اس نے اپنے رب کو بھلا دیا اور اس کے رضامندی والے کاموں کو پس پشت ڈال دیا۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شخص سے اس کی پسندیدہ چیز دور کر دی جائے اور وہ اس پر صبر نہ کر پائے اور بے صبری میں اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر اس سے روگردانی کر بیٹھے اور ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ بھی ہلاکت کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

اس لیے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ فرمایا کہ وہ تو بڑا ہی سعادت مند انسان ہے جو فتنوں سے بچالیا جائے، لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ انسان پر آزمائش آئے گی ہی نہیں، یا یہ کہ جس پر آزمائش آجائے تو وہ سعادت مند نہیں ہو گا، ایسا ہر گز نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو آزمائش مانگنی نہیں چاہئے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش آجائے چاہے بندوں کے ہی واسطے سے ہو مثلاً کسی پر کوئی براحکمران مسلط کر دیا گیا، کسی کو ناحق جیل میں ڈال دیا گیا، کسی پر ناحق ظلم کیا گیا، کسی کی جان و مال میں کوئی زیادتی کی گئی وغیرہ تو اس پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھی جائے، یہ اسلام کی تعلیم ہے جس میں بندے کے لیے سراپا خیر ہی خیر ہے۔

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد مزے ہی مزے ہوں گے، یہ درست نہیں (اگرچہ آخرت کے اعتبار سے درست ہو مگر دنیا میں الگ معاملہ ہوتا ہے۔ ایمان لانے کے بعد اہل ایمان پر آزمائش ضرور آتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] کیلانی، مولانا عبد الرحمن، مترادفات القرآن، مکتبہ دار السلام، لاہور، (س،ن)، ۱/ ۲۴۳

[2] الممتحنۃ: ۱۰

[3] الاعراف: ۱۶۸

[4] البقرہ: ۱۵۵

[5] الدھر: ۲

[6] مولانا عبد الرحمن کیلانی، مترادفات القرآن، ۱/ ۵۴۳

[7] الذاریات: ۱۳

[8] الانفال: ۳۷

[9] الانفال: ۲۸

[10] البقرہ: ۱۰۲

[11] بقرہ: 67

[12] بقرہ: 214

[13] محمد حمزہ کاشف و محمد شہباز حسن، پریشانیوں اور مشکلات کا حل، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، س: 2012، ص: 11

[14] ایضا

[15] العنکبوت: 2

[16] بقرہ: 155

[17] الانبیاء: 35

[18] غافر: 40

[19] انفال: 28

[20] الکہف: 7

[21]شوری:30

[22]عامر محمد، عامر الهلالی، مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں؟، مترجم: حافظ عبد اللہ سلیم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، (س،ن)، ص:15-16

[23]القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی علیہ السلام، (2653)

[24]محمد حمزہ کاشف و محمد شہباز حسن، پریشانیوں اور مشکلات کا حل، صفحہ:42

[25]11:64

[26]عامر محمد، عامر الهلالی، مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں؟ صفحہ:20-21

[27]عائض القرنی، ڈاکٹر، غم نہ کریں، مترجم: غطریف شہباز ندوی، ص:28 دار البلاغ، لاہور، س:2008

[28]محمد حمزہ کاشف و محمد شہباز حسن، پریشانیوں اور مشکلات کا حل، صفحہ:32

[29]الصافات:143-144

[30]یونس:91

[31]فضل الہی، ڈاکٹر، مصیبتوں سے کیسے نمٹیں؟، دار النور، اسلام آباد، س:2015، ص:201-461

[32]القرآن:11:22

[33]محمد حمزہ کاشف و محمد شہباز حسن، پریشانیوں اور مشکلات کا حل، صفحہ:32

[34]القرآن: البقرۃ:2:214

[35]جامع ترمذی، کتاب الذہد عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، رقم حدیث:2396

[36]القشیری، أبو الحسن، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ, باب ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ حُزْنٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا, رقم حدیث:2572 دار إحياء التراث العربي، بیروت، (س،ن)

[37]ابن قیم، زاد المعاد، ج:4، ص:195، مترجم: رئیس احمد جعفری، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1990ء

[38]القرآن:9:25

[39]سیوطی، جلال الدین، امام، تاریخ الخلفاء، مترجم: مولانا عبد الاحد قادری، ممتاز اکیڈمی لاہور، ص:28، س-ن

[40]القرآن:6:93

[41]القرآن:4:79

[42]القرآن:42:30

[43]القرآن:32:21

[44]القرآن:29:64

[45]القرآن:4:90

[46]القرآن:3:195

[47]أبو داود، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ للذنوب، المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت، (س،ن)

[48] بخاری، أبو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ المرض، رقم حدیث: 5641 دار الشعب، القاھرۃ، س: 1987

[49] صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ والاداب، باب باب ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ حُزْنٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، رقم حدیث: 6570

[50] القرآن: 3:200

[51] القرآن: 2:153

[52] القرآن: 13:24، 23

[53] القرآن: 3:146

[54] أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، مسند إمام أحمد بن حنبل، مسند المكثرين من الصحابه، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حدیث نمبر: 6570 مؤسسة الرسالة، بیروت، س: 2001

[55] ترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی ذھاب البصر، حدیث نمبر: 2402

[56] صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب المومن امرہ کلہ خیر، رقم حدیث: 2999

[57] ابن ابی الدنیا، صالح المنجد، مشکلات مین اللہ کی مدد کا عظیم سبب صبر جمیل، دار المعرفہ پاکستان، صفحہ: 263، س-ن

[58] عامر محمد، عامر الھلالی، مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں؟ ترجمہ: حافظ عبد اللہ سلیم، صفحہ: 149-151-153